Majlis Ansarullah Canada

We are the helpers of Allah

نحنُ انصاراللہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ستمبر 2025ء، ربیع الاول 1447ھ، تبوک 1404ہش

www.nahnuansarullah.ca

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا
ڈاکٹر حمید احمد مرزا۔ معتز القزق

معاونین،
کاشف بن ارشد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا ، مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا
نثار اے شمس ڈاکٹر محی الدین مرزا، ظفر ندیم، منصور چغتائی

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر1: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں

چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

100 دفعہ روزانہ

Photo by Abdu on Unsplash.com

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورود اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)
رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

قال اللہ عزّ وجل 1

قال الرسول ﷺ 2

کلام المہدی علیہ السلام 3

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام 4

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5

دنیا میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟
حضرت مصلح موعود خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر فرمودہ 9 اکتوبر 1946ء 6

مختلف نشاستہ دار غذاؤں کی شوگر بڑھانے کی صلاحیت کا اشاریہ Glycemic index 10

ANNUAL REGIONAL IJTIMA
سالانہ ریجنل اجتماع مجلس انصار اللہ ٹورنٹو ویسٹ 12

زاویۃ العرب 13

Photo by Jawad Jawahir on Unsplash.com

قال اللہ عزّ و جل

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾

ترجمہ: تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لیکر رات کے خوب تاریک ہو جانے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں ایک) مقبول عمل ہے۔ (بنی اسرائیل:79)

تفسیر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یاد رکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں بلکہ اگر غور کرو تو یہ دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ یعنی قائم کرو نماز کو دُلُوۡکِ الشَّمۡسِ سے۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہاں قیام صلوۃ کو دُلُوۡکِ الشَّمۡسِ سے لیا ہے دُلُوۡک کے معنوں میں گو اختلاف ہے لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دُلُوۡک ہے۔ اب دُلُوۡک سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں اس میں حکمت اور سر کیا ہے قانون قدرت رکھتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دُلُوۡک ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔ پس یہ طبعی نماز بھی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب حُزن اور ہم و غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس وقت جبکہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اس وقت اگر زلزلہ آوے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو تو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہو گا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہوئی ہے۔ اب بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت میں گویا نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا۔ کیونکہ وارنٹ یا سمن تک تو اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کے ترددات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے یہ وہی حالت دُلُوۡک ہے اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے۔ اب دوسری حالت اس پر وہ آتی ہے جبکہ وہ کمرہ عدالت میں کھڑا ہو۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے۔ یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے کیونکہ عصر گھوٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں۔ جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرار داد جرم لگ جاتی ہے تو پیاس اور نا امیدی بڑھتی ہے کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے۔ پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کی عکسی تصویر ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا (الم نشرح:7) حالت کا وقت آ گیا تو روحانی نماز فجر کا وقت آ گیا اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 122، 127)

Photo by Shavonne Yu on Unsplash.com

قال الرسول ﷺ

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، اَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ اَبِي اُمَيَّةَ، حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لاَ اِلَٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَلاَ اِلَٰهَ اِلاَّ اللهُ، وَاللهُ اَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللهِ. ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. اَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ، فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلاَتُهُ.

صحيح البخارى باب فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى 1154

ترجمہ: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا، کہا: ولید نے جو مسلم کے بیٹے ہیں، ہمیں خبر دی کہ اوزاعی سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: عمیر بن ہانی نے مجھ سے بیان کیا، کہا: جنادہ بن ابی امیہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت عبادہ بن صامت نے مجھے بتایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: جو رات کو بے خوابی سے بے قرار ہو اور کہے: کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی حمد اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے اور پاک ہے اللہ۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے نہ بدیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قدرت مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ پھر کہے: اے اللہ! مغفرت سے مجھے نواز۔ دعا کرے تو اس کی قبول ہو گی اور اگر وہ وضو بھی کرے اور نماز پڑھے۔ تو اس کی نماز قبول ہو گی۔

کلام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو ان کے صاحبزادہ کی وفات پر ایک تعزیتی مکتوب میں (اگست ۱۸۸۵ء میں) اس دعا کی طرف کمال انکساری سے توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

”یہ دعا اس عاجز کے معمولات میں سے ہے اور درحقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے۔۔۔ مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کے کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہئے اور رقت اور گریہ بھی۔ دعا کا طریق حضور نے یہ بیان فرمایا۔ ”رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔

”اے میرے محسن اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پرمعصیت اور پرغفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین“۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۳)

Picture source : https://www.freepik.com/

انا الموجود

فارسی منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کے شوی عاشق رخ یارے
تا نہ بر دل رخش کند کارے
توکیونکر کسی معشوق کا عاشق ہوسکتا ہے جب تک اُس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے

ہم چنیں زان لبے دو گفتارے
آن کند کا رہا کہ دیدارے
اسی طرح ان ہونٹوں کے دو بول وہی اثر رکھتے ہیں جیسے (محبوب کا) دیدار

لا جرم عشق دلبرِ خوش خو
خیزد از گفتگو چو دیدن رو
بے شک دلبر خوش خو کا عشق اس کی گفتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کے دیکھنے سے

گفتگو را کشش بود بسیار
بے سخن کم اثر کند دیدار
کلام میں بڑی کشش ہوا کرتی ہے کلام کے بغیر دیدار کا اثر کم ہی ہوتا ہے

ہر کہ ذوق کلام یافتہ است
راز این رہ تمام یافتہ است
جس کو ذوق گفتار نصیب ہوگیا اُس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کرلیا

زیر لب گفتگوئے جانا نے
زندگی بخشدت بیک آنے
محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کر دے گی

دوزخی کز عذاب پر چون خم
اصل آن ہست لا یکلمہم
وہ دوزخ جو خم کی طرح عذاب سے پر ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا

دل نہ گردد صفا نہ خیزد بیم
تا چو موسے نمیشوی تو کلیم
نہ دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح کلیم نہ بن جائے

ہست داروئے دل کلام خدا
کے شوی مست جز بجام خدا
دل کی دوا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اُس جام کے بغیر سیراب کیونکر ہوسکتا ہے؟

تا نہ او گفت خود انا الموجود
عقدہ ہستیش کسے نہ کشود
جب تک اُس نے خود اَنَا الْمَوْجُود نہ کہا تب تک اس کی ہستی کا عقدہ کوئی کھول نہ سکا

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 475)

Picture source :https://x.com/

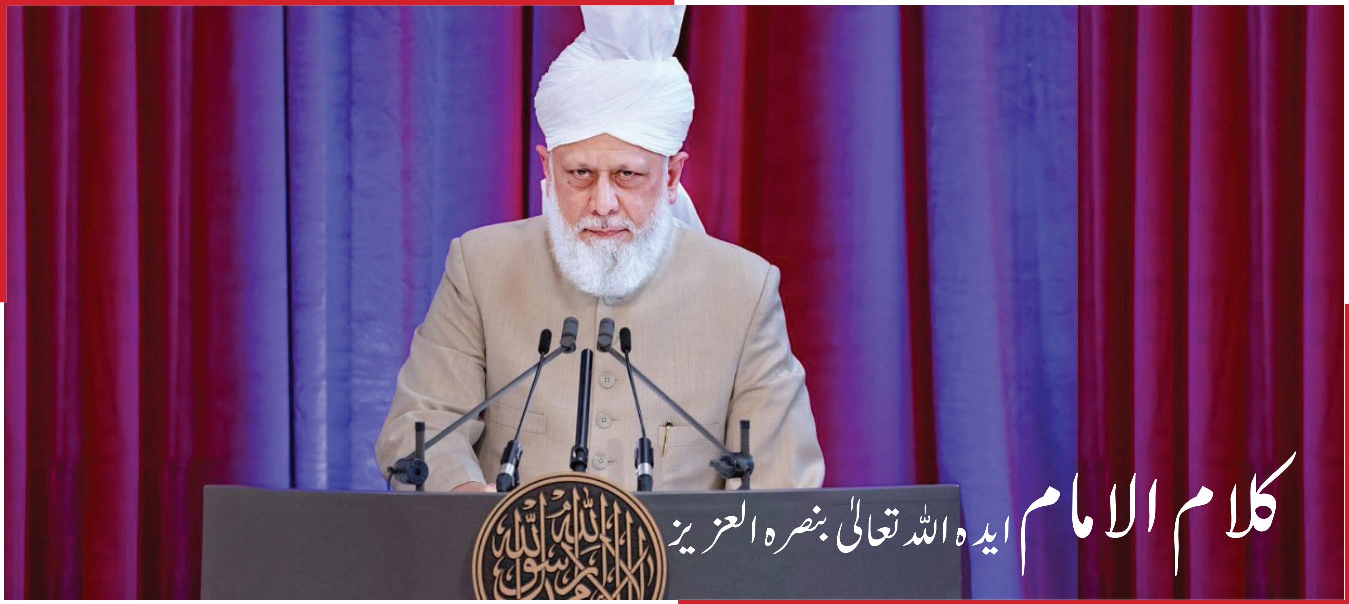

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا۔ کہ یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف:851) کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے۔ گردنوں میں جو پھندے پڑے ہوئے ہیں وہ اتار دیتا ہے۔ جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے، پہلی نسلوں میں پڑے ہوئے تھے، اپنے دین کو بھول کر رسم و رواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں جو پھندے ڈالے ہوئے تھے اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم میں بھی پیدا ہو گئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے۔ پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہم اس نبی پر بھی ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے لئے حلال و حرام کا فرق بتا کر دین کے بارہ میں غلط نظریات کے طوق ہماری گردنوں سے اتارے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود ان واضح ہدایات کے پھر بھی بعض طوق اپنی گردنوں پر ڈال لئے ہیں۔ لیکن ہم احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت کے بعد اس حقیقت کو دوبارہ سمجھے ہیں کہ یہ طوق اپنی گردنوں سے کس طرح اتارنے ہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ قبروں پر سجدے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ پیر پرستی سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ اکا دُکا شکایات آتی بھی ہیں۔ عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم و رواج سے ہم بچے ہوئے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے کہا بعض چیزیں راہ پا رہی ہیں۔ اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے۔ اور پھر ہم دین سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ اب ظاہر ہے جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جماعت سے بھی باہر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جماعت سے تو وہی جڑ کر رہ سکتے ہیں جو نور سے حصہ لینے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب سے حصہ لے رہے ہیں۔ جو اللہ اور رسول اور اس کی کتاب سے حصہ نہیں لے رہے وہ نور سے بھی حصہ نہیں لے رہے۔ جو نور سے حصہ لینے کی کوشش نہیں کر رہے وہ ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔ تو یہ تو ایک چکر ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ جو خود بھی نور تھے اور آسمان سے کامل نور آپ پر اترا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے دل اور میرے دیگر اعضاء میں نور رکھ دے۔ (بخاری 6136) یہ دعا اصل میں تو ہمیں سکھائی گئی ہے کہ ہر وقت اپنی سوچوں اور اپنے اعضاء کو، اپنے خیالات کو، اپنے دماغوں کو، اپنے جسم کے ہر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق استعمال میں لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے دعا کرو کہ ذہن بھی پاکیزہ خیال رکھنے والے ہوں اور عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔“

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2010ء)

Picture source :https://youcat.org/

دنیا میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟

(حضرت مصلح موعود خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر فرمودہ 9/ اکتوبر 1946ء بمقام دہلی سے ایک اہم اقتباس)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

دنیا میں امن پیدا کرنے کے دو ہی ذریعے ہیں کہ یا تو اختلاف کو مٹا دیا جائے اور مکمل اتحاد کی صورت پیدا کر لی جائے اور یا پھر اس اختلاف کو برداشت کیا جائے۔ دنیا میں جب بھی نبی آتے ہیں تو لوگ ان کو مارتے اور دکھ دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی لڑائی یہودیوں سے اس لئے نہ تھی کہ تم مجھے ضرور مانو بلکہ اس لئے تھی کہ یہودی آپ کو مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور یہ اختلاف پیدا نہ کرو۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ والوں سے لڑائی اس لئے نہ تھی کو تم مجھے ضرور مانو بلکہ اس لئے تھی کہ مکہ والے آپ کو اس بات پر مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور ہماری قوم میں اختلاف پیدا نہ کرو ہم تمہارے اس اختلاف کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ لڑائی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون نے پیدا کی اور یہی وجہ ہندوستان کے نبی کرشن اور رام چندر کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی اور یہی وجہ ایران کے نبی زرتشت کے زمانے میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی اور یہی وجہ چین کے نبی کنفیوشس کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی۔ تمام زمانوں میں انبیاء سے لڑائی کی وجہ یہی تھی حالانکہ نبیوں نے کسی کو اپنے ماننے کے لئے مجبور نہیں کیا، ہاں دشمن مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا دعویٰ چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے عرب میں غلبہ عطا کیا تو آپ نے بحرین کے بادشاہ کے پاس وفد بھیجا اور ساتھ ہی اپنا ایک خط بھی دیا جس کی بناء پر وہ مسلمان ہو گیا جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے علاقہ میں جو عیسائی اور مجوسی وغیرہ رہتے ہیں ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ آپ نے اس کو لکھوایا کہ غیر مذہب والے کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اور نہ ہی اس کو اپنے ملک سے نکالو جو لوگ اپنے مذہب پر رہنا چاہیں انہیں اپنے مذہب پر ہی رہنے دو ہاں ان سے ٹیکس وصول کرو اگر وہ ٹیکس ادا کرتے جائیں تو تمہیں ان پر کسی طرح دباؤ ڈالنے کی اجازت نہیں۔ اسلام کا یہ طریق بتاتا ہے کہ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ ضرور اسلام میں داخل ہو بلکہ وہ اختلاف کو برداشت کرتا ہے۔

پس فساد کی وجہ صرف اختلاف نہیں بلکہ ایسا اختلاف ہے جس کے چھوڑنے کے لئے دوسرے کو مجبور کیا جائے اور دوسروں کو اپنے اندر شامل رہنے پر مجبور کیا جائے۔ دوسروں کو اپنے اندر شامل رکھنے کے لئے مجبور کرنا بظاہر اتحاد نظر آتا ہے مگر یہی چیز فساد کا منبع ہے۔ جب کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیتے تھے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے اور قوم میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ کی قوم کو فرعون نے تکلیفیں دیں تو وہ بھی یہی دعوی کرتا تھا کہ میں قوم کو متحد کرنا چاہتا ہوں اور قوم کو ایک کرنا چاہتا ہوں لیکن حضرت موسیٰ اور اس کے ساتھی قوم کے لئے افتراق کا باعث بن رہے ہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی اسی لئے تکالیف دی گئیں کہ یہ شخص قوم میں اختلاف کی روح پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس طرح قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اسے اس کام سے باز رکھنا چاہئے۔ تو دعویٰ سب کا یہی تھا کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے ہیں اور قوم کو ایک کرنا چاہتے ہیں مگر کسی قوم کا جبری طور پر

اختلاف کو مٹانا ہی فساد کا موجب ہے۔ جب ایک شخص کسی اصولی بات پر دل سے قائم ہے تو وہ اسے جبراً چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا اور جب اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس بات کو چھوڑے تو لازمی بات ہے کہ لڑائی ہوگی اور وہی بات جو بظاہر اتحاد کا ذریعہ نظر آتی ہے فساد اور جھگڑے کا موجب بن جائے گی۔ اگر کوئی شخص سوال کرے جب مذہب ایک نہیں ہوسکتا اور یہ چیز امن کے لئے ضروری ہے تو پھر کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اول ہم میں سے ہر آدمی اپنے اندر تحقیق کا مادہ پیدا کرے اور ہر شخص بغور دیکھے کہ جس مذہب کو وہ مانتا ہے کیا اس کے پاس واقعہ میں اس مذہب کے سچا ہونے کے دلائل بھی موجود ہیں یا اندھا دھند والدین کی تقلید کر رہا ہے۔ وہ اپنے مذہب کو بھی دیکھے اور غور کرے اور دوسرے مذاہب کا بھی مطالعہ کرے اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اس کے سوچ بچار اور تحقیقات کا نتیجہ چاہے صحیح نکلے یا غلط، بہرحال ہر انسان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ مذاہب کا مطالعہ کرے اور جو مذہب اسے سچا معلوم ہو اسے اختیار کرے۔ بغیر تحقیق کے کسی مذہب کو مان لینا انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ علی بَصِیرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنی (یوسف:901) یعنی میں اور میرے ماننے والے کیوں حق پر ہیں اس لئے کہ ہم نے اسے بصیرت کے ساتھ قبول کیا ہے لیکن تم اس لئے غلطی پر ہو کہ تم نے بصیرت کے ساتھ اس مذہب کو نہیں مانا بلکہ تم اپنے آباء واجداد کا مذہب سمجھ کر اسے مانتے آرہے ہو۔ تمہارے پاس اس کے سچا ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ خدا کا ایک ہونا درست ہے یا تین خداؤں کا عقیدہ رکھنا درست ہے، یہ چیز زیر بحث نہیں۔ بلکہ اصل بات ہے کہ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیۡ (یوسف:109) ہم نے جو کچھ مانا ہے وہ تحقیق کر کے مانا ہے، دلائل اور شواہد کے ساتھ مانا ہے حالانکہ ہمارے آباء واجداد ان باتوں کو نہیں مانتے تھے۔ لیکن تم جو کچھ مانتے ہو وہ محض آباء واجداد کی اندھا دھند تقلید ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

پس یہ نہایت ضروری امر ہے کہ ہر شخص تحقیقات کے بعد اپنا مذہب خود اختیار کرے۔ لیکن جب تحقیق کرنے لگے تو اسے یہ عہد کر لینا چاہئے کہ اگر مجھے حق مل گیا تو میں اس کے قبول کرنے میں ضد اور تعصب سے کام نہیں لوں گا بلکہ اپنی عقل اور فکر سے کام لے کر سوچوں گا کہ ایک سچے مذہب میں جن امور کا پایا جانا ضروری ہے کیا وہ میرے تجویز کردہ مذہب میں بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں اور اگر نہ پائے جائیں تو مجھے اس کے چھوڑنے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ یہ خیال کر لینا کہ جو کچھ؟ کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں وہی درست ہے اور اب ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کو مانیں اور اپنی ذاتی عقل اور فکر سے کام نہ لیں ایک ایسا خیال ہے جو کسی طرح سے بھی درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر تمہارے ماں باپ کا مذہب ہی تمہارے لئے کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں عقل نہ دیتا بلکہ تمہارا حصہ بھی تمہارے ماں باپ کو دے دیتا جنہوں نے تمہارے متعلق فیصلہ کرنا تھا اور جن کی تم نے پیروی کرنی تھی۔ اس لحاظ سے تو عقل کی صرف انہیں ہی ضرورت تھی تمہیں ضرورت نہ تھی پھر تم کو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور کیوں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فعل عبث نہیں ہے بلکہ اس نے تمہیں عقل اس لئے دی ہے کہ تم اس سے کام لو اور اس کے ذریعہ حق و باطل میں تمیز کرسکو۔ پس یہ ایک بیوقوفی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دماغ تو دے دیا لیکن اب اس سے سوچنے اور کام لینے کی ضرورت نہیں۔ جب تک انسان میں دماغ موجود ہے اس کو نیکی اور بدی کی پہچان اور حق و باطل میں خود تمیز کرنی چاہئے۔ یہ ایک اہم فریضہ ہے جو اس کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ پس اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ دینی اصولوں میں ماں باپ کا فلسفہ کافی نہیں بلکہ اس کے متعلق پورے طور پر تحقیقات کرنا تمہارا فرض ہے اور تحقیق حق کر کے کسی مذہب کو ماننا ہی انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی کو کوئی فائدہ دے سکتا ہے اور تحقیق کر کے ماننا ہی مذہب کی جان ہے۔

میں نے سینکڑوں مسلمان نوجوانوں سے پوچھا ہے کہ تم مسلمان کیوں ہو اور اسلام میں کیا خوبی ہے جس کی وجہ سے تم نے اسے اختیار کیا ہے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں ہمیں تو پتہ نہیں۔ اور میں نے سینکڑوں مسلمان نوجوانوں سے پوچھا ہے کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں مانتے ہو؟ کہتے ہیں کبھی غور نہیں کیا۔ میں ایک مذہبی جماعت کا امام ہوں اس لئے لوگ مجھ سے اکثر ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں اور میں ان سے اس قسم کے سوالات بعض اوقات پوچھ لیتا ہوں۔ لیکن اُن میں سے اکثر یہی جواب دیتے ہیں کہ کبھی غور نہیں کیا۔ میں ایسے لوگوں کو کہا کرتا ہوں کہ تم اسلام کے نام پر لڑنا تو شروع کر دیتے ہو مگر تم نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم مسلمان کیوں کہلاتے ہیں۔

اسی طرح میں نے کئی ہندوؤں سے پوچھا ہے کہ آپ کیوں ہندو مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں؟ کونسی خوبی ہے جو ہندو مذہب میں ہے اور دوسرے کسی مذہب میں نہیں؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے ہندو مذہب کی کوئی کتاب نہیں پڑھی یا ہم نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ اب اس قسم کا مذہب نسلی مذہب تو کہلا سکتا ہے لیکن حقیقی مذہب نہیں کہلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اب لوگوں میں صرف نسلی مذہب رہ گیا ہے اصلی مذہب کی جستجو ان کے دلوں میں نہیں رہی۔

پس اسلام اختلاف کو جائز قرار دیتا ہے اور سختی کے ساتھ اس بات سے روکتا ہے کہ

اختلاف مذہب کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدال کیا جائے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تحقیقات کرنے کے عادی ہیں وہ اختلاف کی وجہ سے لڑتے ہی نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب میرا حق ہے کہ میں تحقیق حق کر کے کسی نتیجہ پر پہنچوں تو دوسرے شخص کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ بھی تحقیق کرے۔ دیکھو سائنسدان کبھی آپس میں اختلاف کی وجہ سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک سائنسدان نے ایک لمبی تحقیق کے بعد ایک تھیوری نکالی لیکن کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے سائنسدان نے اس کی تحقیقات کو غلط ثابت کر دیا اور اس نے ایک جدید تھیوری قائم کر دی مگر باوجود اس کے کہ وہ ایک دوسرے کی تھیوریوں کو غلط ثابت کرتے چلے جاتے ہیں ان میں بھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا کہ تم نے میری تھیوری کو کیوں غلط قرار دے دیا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح میرا حق ہے کہ میں کبھی کوئی تھیوری نکالوں اسی طرح دوسرے کا حق ہے کہ وہ بھی تحقیقات کرے اور اگر اسے مجھ سے کوئی بہتر چیز معلوم ہو تو وہ بے شک میری بات کو غلط قرار دے دے۔ لیکن عام لوگ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ چاہے کچھ ہو ہم نے اپنے ماں باپ کے مذہب کو نہیں چھوڑنا اس لئے وہ دوسرے مذاہب کے خلاف اپنے دلوں میں ضد اور عداوت لئے بیٹھے رہتے ہیں۔

پس پہلی بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص تحقیق حق کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ضد نہ کرے اگر تحقیقات کرنے کے بعد اس پر حق کھل جائے تو اسے بخوشی تسلیم کر لے اور اس کے قبول کرنے میں کسی تساہل سے کام نہ لے۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی کہ ایک شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق بات کیا ہے لیکن وہ اس کے قبول کرنے سے گریز کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ حق کے قبول کرنے میں کئی قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں لیکن ان تکالیف سے ڈر کر حق کو چھوڑ دینا بھی نہایت ہی کم ہمتی ہے۔ گلیلیو (Galileo) (1564ء - 1642ء) نے یہ تحقیقات کی کہ زمین چپٹی نہیں بلکہ گول ہے۔ جب یہ خبر شائع ہوئی تو پوپ نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا کہ یہ بات بائبل کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس فتویٰ کی وجہ سے گلیلیو پر لوگوں نے مظالم کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ مدت تک وہ ان مظالم کو برداشت کرتا رہا آخر تنگ آ کر اس نے کہہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ شیطان میرے دماغ پر غالب آ گیا تھا اس لئے میں نے یہ کہہ دیا کہ زمین گول نہیں بلکہ چپٹی ہے اس طرح اس کو لوگوں کے مظالم سے تنگ آ کر صداقت کو چھوڑنا پڑا۔

اس کے مقابلہ میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے ماننا ہی نہیں، چاہے ہمیں صداقت بھی نظر آ جائے۔ ہمارے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال موجود ہے آپ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے آپ سے باتیں کیں جب مجلس سے اُٹھ کر باہر نکلے تو ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی باتوں کا تم پر کیا اثر ہوا؟ دوسرے نے کہا تورات کی پیشگوئیاں تو اس پر پوری ہو چکی ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگا پھر کیا فیصلہ ہے۔ اس نے کہا فیصلہ کیا جب تک دم میں دم ہے اس کو نہیں ماننا۔ تو جب انسان ضد پر قائم ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ وہ حق کو نہیں پا سکتا۔

پس دوسری چیز یہ ہے کہ ہر انسان اپنے دل سے ضد کو نکال دے اور اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر لے کہ جہاں کہیں مجھے سچائی مل جائے گی میں اسے قبول کرلوں گا۔ ضد تبھی پیدا ہوتی ہے جب وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں کسی حالت میں بھی اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا۔

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ اختلاف مذہب کو کبھی وجہ فساد نہ بنایا جائے۔ ہر انسان اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لے کہ تحقیق کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ اگر حق مل گیا تو قبول کر لوں گا اور اگر حق مجھ پر نہ کھلا تو لڑائی جھگڑا نہیں کروں گا بلکہ خاموش ہو جاؤں گا۔ جب کوئی تحقیق حق کرے گا تو دو ہی پہلو ہوں گے یا تو اس پر حق کھل جائے گا اور یا نہیں کھلے گا۔ اگر وہ اس نیت سے تحقیق حق کرے گا کہ اگر حق کھل گیا تو مان لوں گا اور اگر حق مجھ پر نہ کھلا تو لڑوں گا نہیں تو ایسا شخص صداقت معلوم ہونے پر اسے قبول کرنے سے ہچکچائے گا نہیں اور اگر اسے صداقت نہ ملی تو وہ خاموش ہو جائے گا اور لڑائی جھگڑا کا بازار گرم نہیں کرے گا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اس اختلاف کو برداشت نہ کریں جبکہ پہلے لوگ بھی دوسروں سے اختلاف کرتے چلے آئے ہیں۔

جب حضرت کرشن اور حضرت رام چندر جی نے دعوی کیا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا یا نہیں؟ اگر اختلاف کیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج ان کے ماننے والے اس اختلاف کو برداشت نہیں کرتے اور ٹھنڈے دل سے غور نہیں کرتے۔ جب زرتشت نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف نہیں کیا تھا؟ اگر انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا تو کیا وجہ ہے آج حضرت زرتشت کے ماننے والے دوسروں کے اختلاف کو برداشت نہیں کرتے۔ جب حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ نے اپنے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو کیا انہوں نے پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا یا نہیں؟ اگر اُنہوں نے اختلاف کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ آج ان کے ماننے والے دوسروں کے اختلاف کو برداشت نہیں کرتے۔

اگر ان کو اپنے اپنے زمانہ میں دوسروں سے اختلاف کرنے کا حق تھا تو کیا وجہ ہے کہ

دوسرے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا۔

پس گزشتہ انبیاء کے اتباع کو کسی طرح بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی سے محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے دشمنی اور بغض رکھیں۔ اسلام اس بات سے سختی سے منع کرتا ہے کہ کسی شخص سے محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے بغض و عناد رکھا جائے۔ ہمارے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ موجود ہے آپ کے گھر ایک یہودی آیا آپ نے اُس کو اپنا مہمان ٹھہرایا۔ وہ یہودی آپ سے بہت کینہ اور بغض رکھتا تھا صبح جاتے وقت وہ بستر پر پاخانہ کر گیا۔ اُس وقت بستر بہت سادہ ہوتے تھے عام طور پر ایک ہی کپڑا ہوتا تھا توشکوں وغیرہ کا استعمال ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کپڑے کو دھونا شروع کیا خادمہ جو پانی ڈال رہی تھی اس کے منہ سے غصہ کی وجہ سے یہ فقرہ نکلا کہ خدا اس کا بیڑا غرق کرے کتنا برا آدمی تھا کہ رات اس بستر میں سویا رہا اور صبح جاتی دفعہ اس میں پاخانہ کر گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برا بھلا کہنے سے فوراً روک دیا اور فرمایا اسے برا نہ کہو خدا جانے اُسے کیا تکلیف تھی۔ پس اختلاف کو وجہ فساد بنانا عقل مندی نہیں اور اس اختلاف پر لڑنے سے کبھی بھی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ تین چیزیں پیدا ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہوسکتی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 6/اپریل 2012ء)

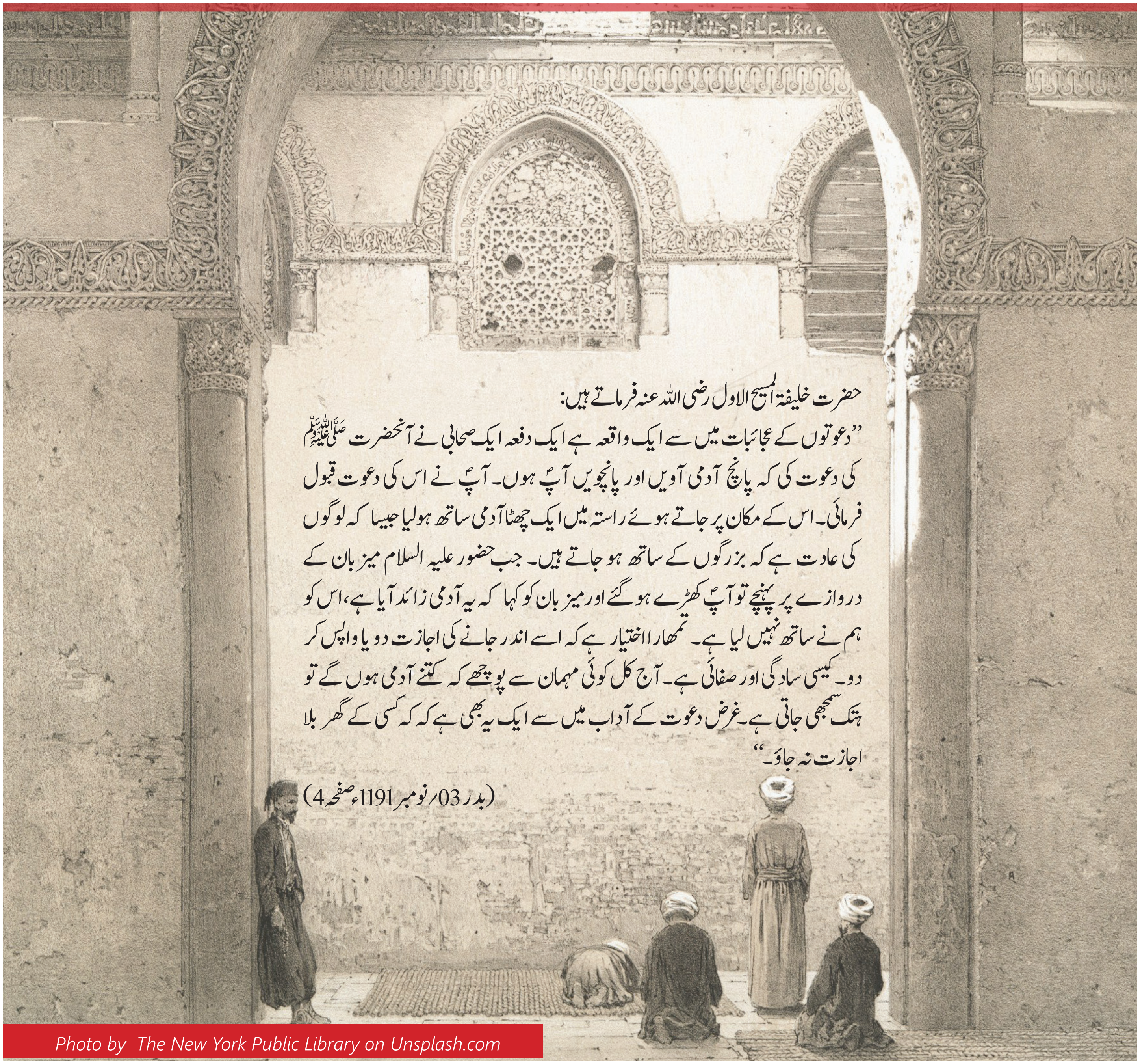

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دعوتوں کے عجائبات میں سے ایک واقعہ ہے ایک دفعہ ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی کہ پانچ آدمی آویں اور پانچویں آپؐ ہوں۔ آپؐ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔ اس کے مکان پر جاتے ہوئے راستہ میں ایک چھٹا آدمی ساتھ ہولیا جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ بزرگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام میزبان کے دروازے پر پہنچے تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور میزبان کو کہا کہ یہ آدمی زائد آیا ہے، اس کو ہم نے ساتھ نہیں لیا ہے۔ تمھارا اختیار ہے کہ اسے اندر جانے کی اجازت دو یا واپس کر دو۔ کیسی سادگی اور صفائی ہے۔ آج کل کوئی مہمان سے پوچھے کہ کتنے آدمی ہوں گے تو ہتک سمجھی جاتی ہے۔ غرض دعوت کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کے گھر بلا اجازت نہ جاؤ۔“

(بدر 03/نومبر 1191ء صفحہ 4)

Photo by The New York Public Library on Unsplash.com

Picture source :https://unsplash.com/

مختلف نشاستہ دار غذاؤں کی شوگر بڑھانے کی صلاحیت کا اشاریہ

Glycemic index

انسانی جسم کو توانائی کی فراہمی کے تین بنیادی اجزا اگر مندرجہ ذیل تناسب سے خوراک میں شامل ہوں تو اسے متوازن غذا کہا جاتا ہے۔

نشاستہ یا کاربوہائیڈری	**45—65٪**
لحمیات یا پروٹین	**10—35٪**
چکنائی یا fats	**20—35٪**

جسم کو اپنی توانائی برقرار رکھنے کیلئے جو حرارت درکار ہوتی ہے، اسے ناپنے کا پیمانہ کیلوریز کہلاتا ہے۔ ایک لٹر پانی کا درجہ حرارت ایک ڈگری بڑھانے کیلئے جو توانائی درکار ہوگی اسے ایک کیلوری کہتے ہیں۔ یہ کسی غذا میں مہیا طاقت کو ناپنے کا پیمانہ بھی ہے۔

نشاستہ والی غذاؤں (اجناس، دالیں، پھل، شوگر، سٹارچ) کا ایک گرام 4 کیلوریز لحمیات کا ایک گرام بھی 4 کیلوریز اور چکنائی والی غذاؤں کا ایک گرام 9 کیلوریز مہیا کرتا ہے۔

خواتین کو روزانہ 1600–2000 اور مردوں کو 2000–3000 کیلوریز درکار ہوتی ہیں۔

جسم کو متحرک رکھنے کیلئے فوری ایندھن یا توانائی کی ضرورت کو نشاستہ یا گلوکوز والی غذائیں پورا کرتی ہیں جبکہ پروٹین اور Fat انرجی سٹور کرتے ہیں۔

لبلبہ سے خارج ہونے والا ہارمون انسولین گلوکوز کو خلیات کے اندر بھیجتا ہے۔ اس کی کمی خلیات میں شوگر کی کمی لیکن خون میں شوگر کی زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ اس کی مثال افراط زر سے دی جا سکتی ہے۔

ذیابیطس کی دو بنیادی اقسام ہیں۔

ٹائپ ون۔ اس میں لبلبہ انسولین بناتا ہی نہیں اور یہ 40 سال سے کم عمر کے لوگوں میں ہوتی ہے۔

ٹائپ ٹو۔ یہ 40 سال سے زائد کی عمر میں ہوتی ہے۔ عمر کے ساتھ انسولین کی مقدار یا اثر پذیری میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اسے غذا میں احتیاط، ورزش اور ذہنی دباؤ سے نجات سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

کینیڈا میں یہ مرض 10٪ آبادی میں پایا جاتا ہے۔ ان میں سے 90٪ ٹائپ ٹو کے مریض ہوتے ہیں۔ 6٪ لوگ Prediabetic ہیں، یعنی ان کا شوگر لیول بارڈر لائن تک پہنچ گیا ہے اور انہیں مٹھاس کھانے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس تعارف کے بعد روزمرہ کی مختلف نشاستہ دار غذاؤں کی خون میں شوگر بڑھانے کی صلاحیت کا چارٹ پیش کیا جا رہا۔ یہ Glycemic index یا اشاریہ بتاتا ہے کہ کس رفتار سے یہ غذائیں ہضم اور جذب ہو کر جزو بدن بنتی ہیں اور ایک مخصوص وقت (2 گھنٹے میں) خون میں گلوکوز کی مقدار بڑھاتی ہیں۔ عمومی احتیاط میں یہ معلومات مددگار ہو سکتی ہیں۔ گلوکوز جو شوگر کی براہ راست شکل ہے، اس کا نمبر اگر 100 لیا جائے تو یہ درجہ بندی 0—100 تک ہوتی ہے۔

زیرو سکور یا شوگر فری اشیاء

کچی سبزیاں، ابلا انڈہ، Avocado، پنیر کے کیوبز، مکسڈ nuts، ڈرائی کھجور یا چھوہارا۔

55 سے کم سکور۔ کم شوگر والی غذائیں

گریپ فروٹ	25
گاجر	35
سیب	36
سیب کا جوس	41
خوبانی	39
سٹرابری	40
کھجور	42
انگور	43
کیلا	47
اورنج جوس	50
آم	51
آلو بخارا	53
لوبیا	29
کالے چنے	30
ابلے سفید چاول	47
نوڈلز	25
ابلا ہوا آلو	54
مکئی کا بھٹہ	55

69 سے 56 سکور۔ درمیانی شوگر والی غذائیں

ناشپاتی	56
کیوی	58
پائن ایپل	59
خشک انجیر	61
چیریز	63
کشمش	64
کینٹولوپ	65
پوٹیٹو چپس	56
ابلا ہوا میٹھا آلو	61
فرنچ فرائز	63
لال کارن	65
چقندر	64
خالص شہد	58
آئس کریم	61
مچھلی	60

70 سے زیادہ سکور۔ زیادہ شوگر والی غذائیں

ڈبل روٹی	70
روٹی	74
کارن فلور	70
کارن فلیکس	79
چیز پیزا	80
میشڈ پوٹیٹو	83
سوڈا	77
تربوز	80

کینڈیز، انرجی ڈرنکس، بیکری کی بنی اشیاء کیک، پیسٹری، بسکٹ، بھی اسی فہرست میں شامل ہیں۔

Photo by Anna Wlodarczyk on Unsplash.com

MAJLIS ANSARULLAH TORONTO WEST
ANNUAL REGIONAL IJTIMA
"O ye who belie... Helpers of Allah"

سالانہ ریجنل اجتماع مجلس انصار اللہ ٹورنٹو ویسٹ

منعقدہ 10/ اگست 2025

(ڈاکٹر بشارت الہیٰ جمیل، ناظم اشاعت، ٹورنٹو ویسٹ ریجن)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے مجلس انصار اللہ ٹورنٹو ویسٹ ریجن۔ کینیڈا کا سالانہ اجتماع اپنی تمام تر روایتی، دینی و روحانی برکتوں سے ہم رنگ ہوکر مورخہ 01 اگست 5202 بروز اتوار منعقد ہوا۔ مزید برآں اجتماع کی کامیابی کے لئے حضور انور کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط بھی لکھے گئے۔ تعلیمی اور ورزشی مقابلہ جات میں انصار بھائیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دن کا آغاز حسب روایت حلقہ جات میں نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد صبح سات بجے متصلہ بلیو ہیون پارک میں ناشتہ پیش کیا گیا، محترم نائب صدر صاحب کینیڈا ارشد ملک صاحب نے قیمتی نصائح کے بعد دعا کروائی بعد ازاں ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے جن میں شاملین کی تعداد الحمدللہ 221 رہی۔

مقابلہ جات کے اختتام پر اجتماعی وقار عمل کے ذریعہ پارک کو صاف بھی کیا گیا۔

بعدازاں دن بارہ بجے احمدیہ ابورڈ آف پیس میں افتتاحی تقریب کی صدارت نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا محترم غلام مصباح بلوچ صاحب نے کی۔ افتتاحی تقریب کے خاتمہ پر تمام انصار بھائیوں کو کھانا پیش کیا گیا نیز نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ جس کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔ حاضرین نے شاملین مقابلہ جات کی کارکردگی کو خوب سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔ جزاکم اللہ۔ اس دوران تمام حاضرین کی خدمت میں چائے و شرینی پیش کی گئی۔ دیگر مقابلہ جات کے ساتھ پیغام رسانی، میوزیکل چیئر اور مشاہدہ معائنہ کے مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔

اختتام پر محترم سید طارق احمد شاہ صاحب امیر ٹورنٹو ویسٹ امارت و مکرم سہیل ثاقب صاحب مربی سلسلہ و نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا کی صدارت میں اختتامی تقریب منعقد ہوئی اور پوزیشن ہولڈرز انصار کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انعامات سے نوازا گیا۔ کل شاملین انصار کی تعداد 123 رہی۔ الحمدللہ۔ تقریب کے ناظم اعلیٰ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ریجنل ناظم صحت و جسمانی تھے، جن کی قائدانہ صلاحیتوں ار جملہ ناظمین کی کاوشوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس روحانی اور بابرکت تقریب کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جزاکم اللہ۔ نیز ناظم اعلیٰ صاحب ٹورنٹو ویسٹ ریجن ارشد باجوہ صاحب بھی اجتماع کے کامیاب انعقاد پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے نیز قابلیتوں میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

ANSARULLAH TORONTO WEST

ANSARULLAH TORONTO WEST
REGIONAL IJTIMA

Picture source :https://unsplash.com/

زاوية العرب

آية قرآنية

”استغفروا الله كل صباح سواء ارتكبتم ذنبا ام لا“

الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ
(آل عمران 18)

حديث شريف

”استغفار النبي ﷺ للنجاشي وصلاة الجنازة عليه“

{حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَعَى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ يَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ: ”اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ“.

وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا}

(صحيح البخاري، كتاب الجنائز)

من كلام الامام عليه الصلوة السلام

”ادّوا الصلاة بخشوع ولا تجعلوها مجرد عادة“

”لقد قلت مرارا بأن تهتموا بالصلاة جيدا حتى يؤدي ذلك الى نشوء الخشوع والذوق. يجب ان تصلّوا الفريضة بالجماعة ثم يمكن ان تطيلوا السنن والنوافل كما تشاؤون.

فلتكن الصلاة متسمة بالبكاء والتضرع حتى تتولد حالة هي الهدف الحقيقي من الصلاة. ان الصلاة تزيل السيئات كما قال الله تعالى: {اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ}. اي ان الصلاة تزيل السيئات كلها. المراد من الحسنات هي الصلاة... انا لا احب الخوض في الكلمات فقط اذ لا بد من الحضور امام الله بعد الموت... ان مذهبي هو انه لو صلى المرء لعشرة ايام ايضا بشروطها الكاملة لتسنّى له تنوير القلب. ولكني رايت اناسا يصلون منذ خمسين عاما مثلا ومع ذلك ما زالوا عاكفين على الدنيا والحياة السفلية ولا يدرون ماذا يصلون في الصلوات وما هو الاستغفار... اعلموا ان التقليد شيء والصلاة شيء آخر. ما من وسيلة افضل منها للتقرب الى الله تعالى، انها مفتاح القرب، وبها تُنال الكشوف والالهامات والمكالمات. انها وسيلة استجابة الدعاء. ولكن ما لم يصلِّها احد بشروطها وما لم يفهمها فانه يلتزم بالتقليد والعادة فقط“

(الحكم، المجلد 6 رقم 38، عدد 24/10/1902م ص 11-12)

في رحاب التفسير

(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود احمد رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۔اَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

(العلق 41-51)

التفسير:

كما ان الخطاب في قوله تعالى {اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى ۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى} موجَّه الى الرسول - صلى الله عليه وسلم - في الظاهر والى الكفار في الحقيقة اقامةً للحجة عليهم، كذلك الحال في هاتين الآيتين.

فيقول الله تعالى لرسوله الكريم: اذا كان الكافر يقول عن عبدنا الذي يصلي: لعله مخطئ في عبادته حيث يسجد امام الله تاركًا عبادة الأصنام التي كان قومه واقاربه يعبدونها، فمن المحتمل ايضًا ان يكون هذا الذي ينهى هذا العبد عن العبادة مكذبًا للحق ومعرضا عن الهدى وموليا عن التقوى والصلاح والطهارة، بينما يكون هذا العابد على الهدى وآمرًا بالتقوى وداعيًا الآخرين الى الصلاح والطهارة؛ فما دام هذا الاحتمال واردا {اَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى}.. اي الا يفكر صاحب هذه الأفعال الشنيعة ان الله يراه وانه قادر على ان يذيقه وبال عمله؟

لقد قدّم الله تعالى هنا دليلاً لطيفًا جدًا وبيّن ان هذا الكافر ينهى عبدنا عن العبادة ومع ذلك يقول: لِمَ لا انهاه، فانه صديقي ومن اهل بلدي، ومن حقي منعه من سلوك الطريق الخاطئ، مع ان من الوارد ان يكون هذا الناهي عن العبادة هو على الخطأ. فاذا حُقَّ له -رغم موقفه المشتبه- ان ينهى عبدنا عن العبادة، افلا يرى هو ان هناك الهًا في السماء يرى كل ما يجري على الأرض؟ اذا كان ينهى صاحبه عن العبادة مغرورا بقوته وسطوته فهلا فكّر ان مَلِكَ السماء والأرض القادر القويّ الذي يرى هذا الظلم لَقادرٌ على ان يعاقبه على هذا الظلم. فاذا كان يحق لأبي جهل واصحابه ان ينهوا محمدا عن العبادة بحجة انهم يرونه على الخطأ، فمن حق الله تعالى ايضا ان يعاقبهم اذا كانوا هم على الخطأ. اذا كانوا يمنعون عبدنا من العبادة باعتباره على الخطأ بناءً على قياسهم الذي لا اساس له، فليعلموا انه لا حق لهم في الشكوى اذا ما اخذهم الله على تكذيبهم وتوليهم. اذا حُقَّ لهم التدخل في شؤون الآخرين بناءً على جهلهم وقياسهم، فالله احقُّ بالتدخل في شؤونهم بناءً على علمه بحقيقة الأمر، وعندها لا يحق لهم ان يقولوا لماذا يعذبّنا الله. فقوله تعالى {أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى} اشارةٌ الى مصير الكافرين، حيث حذرهم الله تعالى من بطشه.

علامات المؤمنين الحقيقيين

”يقول المسيح الموعود عليه السلام ايضا: “ان كل القُوى التي آتانا الله اياها ليست لنضيّعها، بل ان تعديلها واستعمالها الجائز هو تنميتها وتطويرها”. (اي يجب ان تستخدموها بطريق سليم واعدلوا فيها، وادوا حق استخدامها، فلو استخدمتموها استخداما صحيحا لكنتم ممن ينالون افضال الله تعالىٰ).

يقول حضرته: “قال الله تعالىٰ: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ. ونرى انه تعالىٰ رسم اولاً هنا حياة المتقي ثم قال في النهاية كنتيجة: وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. اي ان الناجحين هم الذين يسلكون سبل التقوى“.

اذن، يجب ان نتذكر انه اذا كنا نريد ان ننال النجاح والفلاح ومراداتنا فلا بد لنا من ان نكون مؤمنين، واعلموا ان التقوى ضرورية لكوننا مؤمنين. ويقول عليه السلام ايضا عن ”اولئك هم المفلحون“: المراد من ذلك ان المفلحين يسلكون مسالك التقوى دائما“. فاذا اردنا ان ننال النجاح فلا بد لنا من العمل بنصائح المسيح الموعود عليه السلام وبتعليم القرآن الكريم، ومن التأسي بأسوة النبي صلى الله عليه وسلم ومن العمل بتعليمه الحقيقي. واذا فعلنا ذلك سنظل ناجحين في اهدافنا.

من علامات المؤمنين انهم يحسنون اداء الصلاة ويسعون لذلك جاهدين ويقيمون الصلاة حين انهيارها، وينفقون مما رزقهم الله. وليست علامة المؤمن الحقيقي فحسب انه اذا ظهر منهم تقصير في صلاة فانهم يسعون لاقامة تلك الصلاة، ويسعون لاحداث التحسن فيها، بل انهم ينفقون ايضا مما اعطاهم الله. ينفقون من القدرات التي وهبهم الله تعالى، ومن المال الذي اعطاهم الله تعالى، ومن كل رزق رزقهم الله تعالى ينفقون، وذلك لنيل افضال

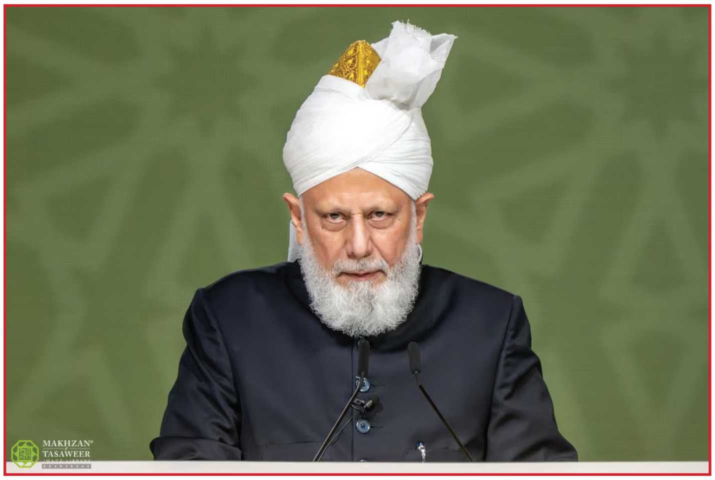

الله تعالى.

يقول عليه السلام: " يؤمنون بالكتب السابقة وبكتاب الله هذا بلا تردد رغم هواجس النفس. (هذه علامة المؤمنين والمتقين انهم لا يرون ما هي الأخطار التي يمكن ان يواجهوها، كلا، بل ما دام الله قد امرهم بالايمان بكتبه فيؤمنون بها) وتكون النتيجة انهم عندما يكملون ايمانهم يصِلون الى درجة اليقين، فأولئك الذين قال الله عنهم بأنهم على راس الهدى، وسائرون على طريق يوصل السالك الى الفلاح. فأولئك هم المفلحون الذين سيصلون الى غايتهم. (وستتحسن دنياهم واخراهم ايضا) وصاروا في مأمن من اهوال الطريق ".

اي لن يقدر الشيطان على مهاجمتهم. في هذه الأيام يهاجم الشيطان من كل جانب، من اليمين ومن الشمال، ومن الأعلى ومن الأسفل ومن الأمام ومن الخلف. لقد وُجدت في العالم المعاصر اختراعات خطيرة تُقلق الانسان بشأن كيفية انقاذ نفسه منها. نقلق على اجيالنا كيف ننقذهم وكيف ننقذ انفسنا من هذه الهجمات الشيطانية. الطريقة الوحيدة هي ان نؤمن بالله تعالى ونؤدي حق عبادته ونسعى للعمل بأوامره، حينها فقط يمكننا النجاح، وهذا لا يمكن الا بالتقوى.

قال عليه السلام: "لهذا السبب علّمنا الله التقوى من البداية واعطانا كتاباً فيه جميع النصائح عن التقوى اي القرآن الكريم، وفيه جميع الأحكام. لذا على جماعتنا ان تجعل اكبر همها التفكير فيما اذا كانوا من اهل التقوى ام لا ".

فهذا هو ملخص ما يريده المسيح الموعود عليه السلام من الجماعة. قال انه يجب على افراد جماعتنا ان يجعلوا هذا الهم فوق جميع الهموم ويفكروا: هل توجد فينا التقوى ام لا؟ هذا هو الأصل. ثم قال حضرته ان شرط اهل التقوى هو انهم يقضون حياتهم في الفقر والمسكنة. الفقر لا يعني الا يكون عند الانسان مال ويبقى فقيراً عندها فقط سيتمكن من العمل بشروط التقوى. كلا، بل المقصود هو انه رغم وجود كل شيء عنده ورغم جميع الوسائل ورغم نِعم الله تعالى عنده، يكون في طبعه الفقر والتواضع ويهتم بالفقراء والمساكين. لذا يجب ان تخلقوا التواضع في انفسكم.

قال عليه السلام: " ان التواضع فرع من التقوى، ولكن ماذا نحصل من خلاله؟ نحصل من خلاله على القوة التي نستطيع بها مواجهة الغضب غير المشروع. ان اجتناب الغضب في غير محله هو المرحلة الأخيرة والأصعب لكبار العارفين والصِّدّيقين. فالعُجب والغرور يتولدان من الغضب. والغضب في بعض الأحيان يكون نتيجة للزهو والغرور، اذ ينشأ الغضب فقط عندما يظن المرء انه افضل من غيره. "

والآن لنحاسب انفسنا، كم منا يهتمون بالآخرين بدلاً من تفضيل انفسهم على الآخرين؟ قال عليه السلام: " لا اريد ان يعتبر بعض افراد جماعتي بعضهم صغيراً وبعضهم كبيراً، او يتكبروا على بعضهم البعض، او ينظروا اليهم بعين الاستخفاف. فالله اعلم بمن هو اكبر ومن هو اصغر. ان هذه النزعة نوع من التحقير الذي يتضمن الازدراء، واخشى ان ينمو هذا الازدراء نماء البذرة ويُهلِك

صاحبَه. (فقد قال حضرته ان مثل احتقار بعضكم البعض كمثل بذرة حين تنبت تكون صغيرة ناعمة ثم تنمو حتى تصبح شجرة كبيرة قوية. فاسعوا لاجتنابه لأن بذرة الاحتقار تتحول الى اشجار الغرور والتكبر وتُبعد عن التقوى، وعن الله سبحانه وتعالى، فنصحَنا حضرته بوجه خاص باجتنابه، لأنه يتسبب في هلاك الانسان، فقال حضرته) بعض الناس يلتقون كبار القوم بفائق الاحترام، ولكن الكبير مَن يستمع الى المسكين بمسكنة وتواضع، ويواسيه ويقيم لحديثه وزنا، ولا ينطق بما يستفزّه ويؤلمه. يقول الله تعالى: وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الحجرات:21). فلا ينادِ بعضكم بعضا بما يستفزه، فان هذا داب الفسّاق والفجّار. ان الذي يستفزّ غيره فلن يموت حتى يتعرض لمثله. فلا تحتقروا اخوانكم، (اذ لا تعرفون من هو المقبول عند الله، فحين تسمُّون انفسكم مسلمين وتدَّعون انكم تنهلون من نبع واحد، فلن تصح هذه الدعوى الا اذا اعتنيتم بعضكم ببعض، لأن الله سبحانه وتعالى اعلم بمن هو الأكبر ومن الأصغر)، انما كبيركم عند الله التقيُّ، لأن الله سبحانه وتعالى يقول: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ.

لا نستطيع القول اننا احرزنا التقوى ونعتني بالجميع، ونؤدي حقوق الله وحقوق العباد، اذ قد قال الله سبحانه وتعالى إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ فهو اعلم بما في قلوبكم، فهو مطلع على اعماق قلوبنا، لذا يجب ان نتذكر دوما كيف نسلك مسالك التقوى، ونسعى لاصلاح اعمالنا خاشين الله واضعين في الحسبان انه يرانا كل حين وآن. لقد قال حضرته عليه السلام في موضع:

" اذا اردتم ان تتحلوا بالعقل والذكاء فاتقوا، (الحديث هنا عن العقل الروحاني والذكاء الروحاني، الذي ينفع في هذا العالم وفي العالم الآخر ايضا، لا عن العقل المادي المزعوم، حيث نسمع ان العلماء الماديين يملكون علوما كثيرة، او الفلاسفة يتكلمون عن امور عقلانية كبيرة، فهم يملكون العقل المادي فقط، فينالون الرقي في الأمور المادية فقط. وليس لهم نصيب من الدين، وعندما سيمثلون امام الله بعد الموت كيف يعاملهم الله، هو اعلم بذلك.)

يقول حضرته: باللهِ عليكم، فَكِّروا مليًّا وتَدبّروا وتَعقّلوا. كونوا صادقين ومتقين لينشأ عندكم العقل المادي والديني والروحاني. ان العقل الطاهر ينزل من السماء مقرونا بنور، ولكنه لا يفتأ يبحث عن الذي هو اهلٌ له. وقانون هذه السُنَّة الروحانية المقدسة يماثل القانون الذي نراه ساريا في النواميس المادية. فالمطر ينزل من السماء، ويتحول به بعض الأماكن حديقةً زهراءَ غنَّاءَ، وبعضها لا يُنبت الا شوكًا وعشبا، وتصل قطرة من هذا المطر الى قعر البحر فتتحول لؤلؤةً غاليةَ الثمن ".

فعلى الانسان ان يسعى للفوز بالعقل، ومن اجل ذلك يجب ان يستجيب لمن وهبوا العقل الصالحين المبعوثين من الله، فلا بد من العمل بتعليم الله سبحانه وتعالى، ولا بد من العمل بوصايا النبي صلى الله عليه وسلم، ولا بد من الرجوع الى الشريعة الكاملة التي نزلت عليه اي تعليم القرآن الكريم، ولا بد من الاطلاع على تعليم الاسلام الذي وضَّحه سيدنا المسيح الموعود عليه السلام في هذا العصر، عندئذ يمكن ان نسير على دروب التقوى، وبالسير على سبل التقوى سوف ينمو عقلنا وذكاؤنا. والا فسينطبق علينا مثال الأرض القاحلة التي ينزل عليها المطر، اذ قد نزل المطر من الله

لكن قلوبنا كأرض جدباء، فاما لن يَنبت فيها شيء او تَنبت اشجارٌ شائكة، او يضيع الماء، اما اذا كانت قلوبنا عامرة بالتقوى، فسوف نجني به الثمار والأهداف التي تقربنا الى الله. اذ قد قال حضرته ان لم تكن الأرض صالحة فلا يفيدها المطر بتاتا، بل يضرها، ولذلك ينزل النور من السماء ويريد ان ينوِّر القلوب، فاستعدوا لقبوله والانتفاع به، وحذار ان يكون مثلكم كمثل ارض غير صالحة ويضيع المطر. اي اذا كانت الأرض قاحلة وخربة فالماء يهدر، فسوف تسيرون انتم ايضا في الظلام مع ان النور موجود، وهنا شبّه المطر النازل من السماء بالنور، وهو تعليم الله. فهذا النور ايضا يأتي من السماء كالمطر، وان لم تستفيدوا منه فسوف تسيرون في الظلام، فتتعثرون وتسقطون في بئر مظلمة فتهلكون، لأنكم تسيرون مغمضي العيون بدلا من رؤية هذا النور. فماذا عسى ان تكون النتيجة، انما هي ان تتعثروا فتسقطوا في البئر العميقة فتهلكوا.

ان الله تعالى اشدُّ حنانًا من الأم الرؤوم، ولا يريد ان يضيع مخلوقه. انه يفتح عليكم سبل الهدى والنور، ولكن عليكم اعمال العقل وتزكية النفس للعمل بهديه ونوره. فكما ان الأرض لا يُلقَى فيها البذر ما لم تجهَّز لذلك بالحراثة، كذلك لا ينزل العقل الطاهر من السماء على الانسان ما لم يتزكَّ بالمجاهدات والرياضات.

ولا يكفي القول ان النور قد نزل من السماء، كلا بل قد قال الله سبحانه وتعالى انه لا بد لكم من بذل المساعي، ولا بد لكم من الجهاد وتطهير قلوبكم، فللاستماع الى رسالة الله ورسالة مبعوثيه والعمل بكلامهم يتعين عليكم بذل المساعي، عندها يمكن ان تحظَوا بهذا النور الذي يُكسبكم الفيوض، وعندها يمكن ان تسيروا على الصراط المستقيم الذي يؤدي بكم الى النجاح والفلاح، وعندها ستكونون كأرض تنبت فيها اشجار جميلة مثمرة، وهذا ما يجب ان يتذكره كل واحد منكم دوما ".

(مقتبس من الخطاب الافتتاحي الذي القاه امير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور احمد ايده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود والامام المهدي عليه السلام، بمناسبة الجلسة السنوية للجماعة في بريطانيا، بتاريخ 2025/7/25، في حديقة المهدي بآلتون في بريطانيا)

الله
AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION UK
JALSA SALANA UK 2025

https://makhzan.org/en/exhibition/hazrat-khalifatul-masih-v/